ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

قرآن پاک کی روشنی میں انبیاء کی تقدیس و تطہیر : ایک تحقیقی جائزہ

Sanctification and purification of the Prophet In the light of the Holy Quran: A Research Review

1- ڈاکٹر ماریہ واحد،پی ایچ ڈی سکالر،دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور بہاول پور،پاکستان،
Chandamalik7@yahoo.com

2- آنسہ حنیف،ایم فل سکالر، گورنمنٹ صادق وومن یونیورسٹی آف بہاول پور،پاکستان،
Ansahanif65@gmail.com

3- کاشفہ حکیم جوئیہ، ایم فل سکالر، گورنمنٹ صادق وومن یونیورسٹی آف بہاول پور،پاکستان،
kashifahakim@gmail.com

Abstract

Organized system of this universe inviting the man's thinking for researching the perfect doer, even having little knowledge a man put forward his thoughts towards the connection of man to the perfect doer (God) and the whole running system of world. As its well-known; that holly Quran declaring the whole history of prophet's life and standards of God's messengers. Who is describing the connection of this world to the unseen divine world? Their purpose and responsibilities are so pious because of God's instruction that holly Quran itself defending them in perspective of their dignity and rejects all allegations and obligations imposed by opponents. Their defense by God is just to ensure the reality of their purposeful (make recognizable the world's ins and outs and its connection to the God) presence and piousness, so all Muslims at least are now responsible to spread this reality at all forums.

***Keywords**: Defense, Prophet, purification,Quran,Divine.*

تقدیس کالغوی و اصطلاحی معنی: لغوی طور پر تقدیس کا لفظ قُدس سے ماخوذ ہے۔ اور قُدس ، قدس: قَدَاسۃ کے الفاظ انگریزی ترجمہ sanctity, holiness, sacredness, کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں(1) جبکہ قَدَسَ: شخصاً: طَوَّبَ to canonize قَدَّسَ: جعلہ مقدساً to glorify, to sanctify, to hallow اور to consecrate (2) کے الفاظ اس لفظ کے مفہوم کی ترجمانی کے لیے درج ہیں۔ اور مُقَدس، تقی، دینی کے الفاظ انگریزی لفظ holy کے لیے درج ہیں۔(3) (قدَّسَ) کے لیے الرجل: للہ تقدیساً: طھَّر نفسہ لہ و عظمہ وکبرہ(4) کے الفاظ صراحتِ معنی کے لیے درج ہیں جبکہ آکسفورڈ اردو انگریزی ڈکشنری میں تقدس مآب کے لیے Piousness(5) کے الفاظ درج کیے گئے ہیں۔لہذا تقدیس سے مراد کسی شخص کی پاکیزگی، بزرگی، برتری، اعلیٰ مقامی و قابل احترام ذات بلحاظ مذہب و پاکبازی کا ہونا ہے۔ تطہیر تقدیس کا ہم معنی ہی ہے مگر زیادہ تر پاکیزگی کے لیے مستعمل ہے۔

دفاع، لغوی اور اصطلاحی معنی: دفاع کے لیے "Repulsion" اور Defense کے الفاظ بیان کیے گئے ہیں۔(6) اور لفظ Defense سے مراد

i. The act of protecting somebody as something from attack, criticism etc.

ii. Something that provide protection against attack from enemies. (7)

اسی طرح دفاع سے مراد کسی شخص یا چیز کا اپنی حفاظت کے لیے کسی بھی بچاو کے عمل کا کرنا عملِ دفاع کہلاتا ہے۔ یوں ایک شخص اگر دوسرے کی حفاظت بچاؤ یا حمایتی عمل کا مظاہرہ کرے تو وہ پہلا شخص دوسرے کا Defender یا دفاع کرنے والا مراد لیا جاتا ہے۔ ہمارے موضوع کے لحاظ سے دیکھا جائے تو Defender سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ مراد لی گئی ہے۔ جنہوں نے انبیاء کی تکریم کا دفاع قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کر کے یہ پیغام دیا کہ یہ شخصیات اپنی اصل میں پاکباز اور قابلِ احترام اور واجبِ تقلید ہیں۔

لفظ نبی کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: جبکہ لفظ نبی کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ نبی: فصیل بمعنے فاعل ہے اگر اسے نبا سے مشتق مانا جائے اور جس کے معنی خبر دینے کے ہیں تو نبی کے معنی ہوں گے خبر دینے والا اور اگر نبو سے مشتق مانا جائے جس کے معنی علو وارتفاع کے ہیں تو اس کے معنی ہوں گے بلند مرتبہ شخص۔ نبی بھی چونکہ اور لوگوں سے ارفع واعلیٰ ہوتا ہے۔ اس لیے اسے نبی کہتے ہیں اور نبی عام ہے خواہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو اور رسول اس سے خاص ہے۔([8]) اگر اس کا اصطلاحی معنی دیکھا جائے تو اس کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے: کہ نبی وہ شخص ہے جس کی طرف فرشتے کے ذریعے سے وحی کی جائے یا الہام کے ذریعے سے یا رویائے صالحہ سے اسے آگاہ کیا جائے پس رسول افضل ہوا کیونکہ اس کی طرف خاص وحی ہوتی ہے جس کا رتبہ وحی نبوۃ سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ رسول اسے کہتے ہیں جس کی طرف خصوصاً جبرائیل کوئی نئی کتاب اللہ کی طرف سے لائے۔([9]) لہٰذا ہمارا موضوع یہ ہے کہ بنیادی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدس کتاب قرآن پاک کے ذریعے انبیاء کرام کی تقدیس کا جو دفاع کیا ہے اس کا علم حاصل کیا جائے۔ یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کی عزت واحترام کی حفاظت کے لیے کون سے الفاظ بیان کیے ہیں ان کا مقصود کیا ہے؟ اس میں حکمت کیا پوشیدہ تھی؟ جس سے نصیحت پکڑنا انسانی عافیت کی گارنٹی ہے۔

تعارف: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مختلف مخلوقات کو مختلف خصوصیات سے نوازا ہے۔ انسان کے اندر احساس، عقل، شعور، ارادے کی قوتیں اُسے دیگر مخلوقات سے ممیز کرتی ہیں جبکہ دیگر مخلوقات کے جن کو اللہ نے ان خصوصیات سے محروم رکھا تو ان کی حفاظت ودفاع اور بقا کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی مثلاً جانور وحشرات وپرندہ وغیرہ کو انسان سدھا کے بھی آنجہانی آفات سے یا کسی بھی عام آفت سے بچاؤ کا مضبوط طریقہ سکھا نہیں سکتا۔ جبکہ انسان کی مخصوص خصوصیات اُس سے ہدایتِ فطری کا تقاضا کرتی ہیں، بے شمار سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس تقاضے کی تکمیل کے لیے اللہ نے اپنے ہدایت یافتہ بندے انسانی دنیا میں ان ہی میں سے پیدا فرما کر ہدایتِ انسانی کی ذمہ داری سونپ دی۔ تاکہ ان کے عمل سے دیگر انسان حیات کے فطری تقاضوں کی تکمیل کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے اللہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن پاک میں کئی انبیاء کرام کا ذکر ان کے نام سے کیا جنھوں نے دنیاوی مصائب کا سامنا کرتے ہوئے انسانی ہدایت کا فریضے کی تکمیل کی۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے ان الفاظ سے انبیاء کرام کی کاوشوں کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے "نوح کا جوش تبلیغ، ابراہیم کا ولولہ توحید، اسحاق کی وراثت بدری، اسمٰعیل کا ایثار، موسیٰ کی سعی و کوشش، ہارون کی رفاقت حق، یعقوب کی تسلیم، داؤد کا غربت حق پر ماتم، سلیمان کا سرور حکمت، زکریا کی عبادت، یحییٰ کی عفت، عیسیٰ کا زہد، یونس کا اعتراف قصور، لوط کی جان فشانی، ایوب کا صبر، یہی وہ نقش ونگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے اور جہاں کہیں ان صفات عالیہ کا وجود ہے وہ انہی بزرگوں کی مثالوں اور نمونوں کا عکس ہے۔([10])

یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جنھوں نے انسان کو روحانی ارتقا کی منازل طے کرنے میں ہدایت دی۔ صحیح تمدن ومعاشرت، اخلاق وسیرت انسانیت، نیکی وسعادت کے اصول ومقام سے روشناس کرایا۔ ان کے احسانات ہم پر ان کی شکر گزاری اور ان کی عزت وتکریم کو فرض کرتے ہیں۔ نہ صرف عملی طور پر پابندی احکام بجا لایا جائے بلکہ ان کے احکامات وپیغامات کی حقانیت پر مکمل ایمان لانا بھی ہمارے ایمان کا لازمی جز ہے جس کی حفاظت ہمارا فرض ہونا چاہیے اور تبلیغ حیات کی اہم ترین ذمہ داری۔

خاصیتِ نبوت: اللہ کی بے شمار عطاوں میں "نبوت" بہترین عطائے ربانی ہے یہ کسی فکر وکسب کا نتیجہ نہیں۔ جیسا کہ رشد وہدایت کے لیے ہر زمانہ میں انبیاء کرام آئے ان کی تعلیمات اپنی اصل کے اعتبار سے مکمل ہم آہنگ رہیں پہلی چیز ان نفوس قدسیہ کو اللہ کی طرف سے وحی کو پہنچانے جیسے عظیم کام پر معمور ہونے کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کی تمام تر مادی وفطری ضروریات کی تکمیل کا سامان مہیا کیا ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ بابرکت ذات اپنے امور کو تکمیل جیسے حُسن سے بے بہرہ رکھتی۔ اس ذات نے انسان کی روحانی ہدایت کے لیے اور معاشرتی احتیاجوں کی تکمیل کے لیے انبیاء جیسی علمی وبابرکت فوج اُتاری۔ جو اپنا فریضہ بحسن خوبی نبھاتے رہے اور یہ سلسلہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر آکر ختم ہوا کہ آپ ﷺ نبی خاتم اور رحمت للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔

ارشاد ربانی ہے: " **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ** "۔([11])

"محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔"

مزید فرمایا: " **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ** "۔([12])

"اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ مقدس بندے مخالفین کے اعتراضات کی بوچھاڑ میں رہے کیونکہ ان کی تعلیمات میں موجود انصاف اور انسانیت کی قدر سے ان عارضی خداوں کی خدائی خطرے میں پڑنے والی تھی لہذا ان اعتراضات کا جواب نہ صرف ان انبیاء نے خود دیا بلکہ قرآن پاک نے بھی ان معصوم الوجود ہستیوں کے مقدس ہونے کالا جواب دفاع کیا۔ ہم چند اعتراض کا مطالعہ کرتے ہیں۔

انبیاکرام اور مغربی نظریہ:

مغربی مفکرین نے انبیا کے خلاف کئی اعتراضات اٹھائے ،اگر ان اعتراضات کو عقلی بنا پر دیکھا جائے تو ہم جانیں گے کہ تنگ نظر سوچ کتنی گمراہ کن ہو سکتی ہے۔ ان کو ایک اعتراض یہ تھا کہ نبوت کے بارے میں علم انسان نے ظاہر پرستی، بت پرستی اور پھر مابعد الطبیعاتی علوم اور تاریخ سے حاصل کیا۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس علم کی منتقلی میں کوئی دلچسپی نہیں رہی کیونکہ اللہ کو معاشرتی وروحانی ہدایت میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مزید یہ بھی کہ نبوت ایک قسم کی نفسیاتی بیماری ہے۔ مزید یہ بھی کہا گیا کہ نبوت ایک موضوعی حقیقت ہے یعنی کچھ حساس طبیعت افراد از خود معاشرے کی برائیوں کو ختم کرنے کا ذمہ اٹھانے میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں اور عملی طور پر جب مشکلات پیش آتی ہیں وہ صبر سے برداشت کرنے کے ساتھ خود کو صبر واستقلال کا خدائی نمائندہ بنا کر من جانب الی اللہ (وحی) کا تصور دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ سب اور کچھ نہیں بلکہ صرف ان کی گمراہ کن ذہنی و قلبی حالت کا نام ہے۔ نبوت کی ماہیت کے علاوہ انبیاء کی ذات پر بھی فرداً فرداً الزامات وقت کے ساتھ ساتھ لگائے جاتے رہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر یہ الزام کہ آپ نے اللہ کی نافرمانی کر کے گندم کا دانہ کھایا اور گناہ کیا جس کی پاداش میں جنت سے نکالے گئے لہذا نبی بھی گناہ گار ہو سکتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ سے اجازت طلب کیے بغیر جہاز پر سوار ہوئے نافرمانیِ خدا کے پاداش میں سمندر برد ہوئے لہذا نبی معصوم نہیں ہوتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی کو بادشاہ کے سامنے بہن کہنے کا عمل ایک جھوٹ ہے لہذا نبی جھوٹے ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ اسلام کو گھسیٹا تھا جبکہ حضرت ہارون بھی نبی تھے۔ اور نبیوں کی تکریم واجب ہے۔ اور حضرت موسیٰ نے ایسا نہ کیا۔ حضرت یوسف پر یہ کہ ان کے والد نبی تھے تو انہوں نے حضرت یوسف کو سجدہ کیوں کیا؟ ان بے تکے اعتراضات کے جوابات یہ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیا کرام کے کسی عمل میں اگر کوئی فرق پایا کسی مخصوص موقعے پر تو اس کی وضاحت خود فرما دی کیونکہ اللہ ہی دلوں کے احوال جانتا ہے حضرت آدم کے کردار کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کا یہ فرمان نہایت اعلیٰ ہے کہ اعتراضات کی خود ہی تردید کر دی۔

اللہ نے ارشاد فرمایا: " وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا "۔(13)

"سو آپ بھول گئے تھے اور ہم نے ان میں بالکل (نافرمانی کا) ارادہ نہیں پایا۔"

حضرت یونس علیہ السلام ذوالنون کے لقب سے جانے جاتے ہیں "ذوالنون سے مراد مچھلی کا مالک" لہذا حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں بے ضرر رہنا بغیر کھائے پیے ان کی ملکیت کا ثبوت ہے۔ "شکمِ ماہی پیغمبر کی مسجد ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو کسی چیز سے ضرر نہیں پہنچتا نہ ہی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اجزاء میں تقسیم ہوتے ہیں اور نہ ہی ان میں تعفن وبساند پیدا ہوتے ہیں"۔(14) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان واقعات میں حکمتِ خداوندی کے علاوہ نصیحتِ انسانی بھی پائی جاتی ہے جو عقل رکھتے ہیں۔ قرآن کے علاوہ احادیث بھی اس ضمن میں پیش کی جاسکتی ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''عن ابن عباس عنهما عن النبى قال ما ينبغى لعبد ان يقول انى خير من يونس بن متى''(15)

حضرت عباس سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کہے میں (آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یونس بن متی سے بہتر ہیں۔ "

مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی کا فرمان ہے: "آپ کا اپنی بیوی سارہ کو اپنی بہن کہنا معاریض کی قسم میں تھا اور در حقیقت اسے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا"۔ (16) حضرت موسیٰ سے متعلق اعتراض کا جواب یہ ہے کہ "اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام اپنی کسی غرض کے سبب جلال میں نہیں تھے بلکہ آپ کا غیظ وغضب صرف اللہ کی خاطر تھا۔ علاوہ ازیں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھائی ہارون پر اس لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ آپ کو نبوت ورسالت دونوں کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ صاحب کتاب، صاحب معجزات اور کلیم اللہ ہیں۔"(17) جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین وبرادران کی طرف سے یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کے اُس خواب کی

تعبیر میں تھا جو انہوں نے اپنے زمانہ شباب میں دیکھا تھا۔ نیز قیاس و عقل کا یہی تقاضا تھا کہ یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کے آگے سجدہ نہ کرتے لیکن بعض صورتوں میں عقل کو دخل نہیں ہوا کرتا مثلاً تیمم، وضو کا بدل ہے۔ وضو میں چہرہ اور منہ صاف کیے جاتے جبکہ تیمم میں خاک آلود ہاتھ چہرے پر مل لیے جاتے ہیں۔ ([18])

مغرب کی متعصبانہ سوچ کا **جواب** یہ ہے کہ کوئی نفسیاتی مریض کیسے اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ انسانی، مادی، روحانی فطری ضروریات کو سمجھ کر اس کے موافق ہدایت دے سکے؟ اور کائنات کے مخفی راز بیان کر سکے، درست پیشن گوئیاں کر سکے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات غیر ذمہ دار نہیں ہے کائنات میں رواں دواں زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ مادی ارتقا صرف طبعی نہیں بلکہ اقدار، انسانی فکر اور روحانی ارتقا ونشو بھی ایک حقیقت ہے۔ اور وہ غیر ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک مخصوص و مستقل طرز پر چلنے والے نظام کو چلانے والا کوئی تو ہوگا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے انبیاء کرام اس نظام کو چلانے کے لیے ہی اس کائنات میں اللہ کا پیغام لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ اللہ کے اس پیغام کی ترسیل کرنے والی شخصیات کی خصوصیات اُن کے فرائض کی تکمیل میں کسی قدر مددگار رہیں۔ جن اقوام پر انبیاء کرام مبعوث ہوئے وہ ان انبیاء سے کس قسم کا رویہ رکھتے ہیں ان کی نظر میں ان شخصیات کی عزت اور اہمیت کتنی ہے۔ دراصل اسی چیز سے ہی انبیاء کے مبعوث ہونے کے مقصد اور نظریے کے تکمیل و کامیابی کا علم دیتی ہے۔ اور ان قوموں کی عاقبت کی کامیابی و نامرادی کا علم بھی انبیاء سے ان کے سلوک پر منحصر ہوتا ہے۔ مظاہر پرستی، بت پرستی اپنے متعلق انسان کو کسی علم سے روشناس کرانے کے قابل نہیں وہ تو خود انسان کو اپنے آگے جھکا کے ذلیل کر رہی ہے تو وہ اُس حقیقت کو عیاں کرنے میں کس حد تک قابل ہو گی کہ یہ دنیا اور ہمیں بھی وجود میں لانے والا کوئی اور ہے جو عبادت کے لائق ہے۔ ہاں البتہ مابعد الطبیعاتی شاخ فلسفہ نے انسان کے سوچ کے زاویے اَن دیکھے پر یقین کرنے کی صلاحیت سے ضرور آشنا کیا ہے۔ تجسس و تفکر کی خوبی سے انسانی سوچ کو ہمکنار کیا مگر حکمتِ خداوندی جس نور پر مبنی ہے اُسے سمجھنے میں یہ علم بھی ناکام رہا۔ چہ جائیکہ وہ حکمتِ نبوت کو عیاں کر سکتا۔ جبکہ وہ نبوت کی حکمت اور منشائے خداوندی جیسی اصطلاحات سے ہی ناواقف ہے۔ لہٰذا نہ اس کے پاس صلاحیت ہے نہ اہلیت اور نظریہ جو کسی ذی شعور کی حسِ تجسس کو تسکین دے سکے اور ہدایت سے ہمکنار کر سکے۔ شرعی علم و حکمت کے دائرے میں تصورِ نبوت کو سمجھنے کے لیے نبوت کے دو دائروں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پہلا نبوت کا میکانی اور دوسرا نبوت کا غیر میکانی تصور اس طریقہ سے تصورِ نبوت کو عقلی دلائل سے سمجھنے میں مدد ملے گی۔

نبوت کا میکانی تصور: نبوت کے میکانی تصور سے مراد یہ ہے کہ وحی الٰہی کچھ اس قسم کی چیز ہے جیسے واٹر بکس کا پانی کہ جس مقدار میں چھوڑا جائے گا اتنا ہی نل سے برآمد ہو گا اور جب نہیں چھوڑا جائے گا تو ایک بوند اور نمی کی کم سے کم مقدار بھی ٹونٹی سے خارج نہ ہو گی۔ نیز نل کی صلاحیتِ اصل پر کوئی فرق نہیں پڑتا علاوہ ازیں نل بنانے کے لیے جس لوہے کا انتخاب کیا جاتا ہے یہ سوچنا بوقت انتخاب غیر ضروری ہو گا کہ اس سے لوہے کی مزید کونسی چیزیں بنائی جا سکتی ہیں؟ ان مثالوں کی روشنی میں اگر نبوت کے میکانی تصور کو سمجھیں تو یہ معنی ہونگے کہ ندوی محمد حنیف نے اپنی کتاب "چہرہ نبوت قرآن کے آئینے میں" میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جو یہاں مختصر مگر جامع انداز میں مخصوص موضوع کو بیان کیا جاتا ہے:

(۱)۔ پیغمبر صرف اس بات کا مکلف ہے کہ وحی الٰہی کو جوں کا توں انسانوں تک پہنچا دے اپنی طرف سے تشریح کا مکلف و مجاز نہیں ہے۔

(۲)۔ نبوت کے اثرات نبی کے قلب و تفکر پر بے اثر رہتے ہیں۔

(۳)۔ ضروری نہیں کہ اس کی شخصیت منتخب و چیدہ ہو صرف وحی کو یاد رکھنے کی صلاحیت رکھنے والا بھی اس کام کو سرانجام دے سکتا ہے۔

نبوت کا غیر میکانی تصور: اس سے مراد نبی صرف من و عن الفاظ انہی لوگوں تک پہنچانے کا مکلف نہیں بلکہ یہ بھی اس کے فرائض میں شامل ہے کہ الفاظ میں پوشیدہ حکمتوں کو سلجھا کر آسان نظام زندگی پیش کرے۔ مزید یہ کہ نبوت، وحی الٰہی، کلام ربانی اتنا بے اثر نہیں کہ نبی کی سوچ فکر و عمل متاثر نہ ہو پائے۔ نیز اتنا اہم کام اللہ تعالیٰ صرف اُسی کو تفویض کر سکتا ہے جو اُس ذمہ داری کو نبھانے کے قابل ہو۔ ([19]19) مسلمانوں کا نبوت سے متعلق یہی عقیدہ ہے کہ اسے میکانیت سے منسلک متصور نہ کیا جائے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ "اتنی عظیم ذمہ داری نبھانے والے افراد جن مخصوص علم سے بہرہ ور ہوتے ہیں وہ علوم کسی بھی عام انسان کی دسترس سے دور ہوتے ہیں۔ دراصل نبی اور رسول ناقابلِ رسائی مقام پر براجمان ہوتا ہے جس پر تمام دنیاوی اور معادی حقائق مکمل طور پر بے نقاب ہوتے ہیں۔ اپنی خداداد خصوصیات کی بدولت اُسے

اپنے خواب یا عالم بیداری میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور اسی خصوصیت کے باعث وہ لوحِ محفوظ کو پڑھنے کے قابل ہو کر غیب کے علم سے مطلع ہو جاتا ہے"۔(20)

انبیاء کی غیر معمولی خصوصیات: نہ صرف روحانی۔ بیدار مغزی میں انبیاء منفرد و مخصوص ہوتے ہیں بلکہ انسانی وبشریت کی مخصوص خصوصیات کی کارکردگی بھی بہترین رہتی ہے۔ مثال کے طور پر حدیث میں آتا ہے: "انَ ربی زَوی لِی الارضَ فَرَایتُ مَشَارِقَھاوَ مَغَارِبَھا"(21)

" میرے لیے تمام روئے زمین سمیٹ دی گئی ہے۔ اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ہے۔"

یہ عزت اور اختیار صرف نبیوں کی ہی شان ہے کہ ان پر دل کی آنکھ سے وہ سب منکشف ہو جاتا ہے جو کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ علم حاصل کر سکے۔ کیونکہ انبیا اور رسول اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کی عملی تصویر پہنچانے کے علاوہ روحانی اصلاح کرنے والی تربیت یافتہ فوج کی مانند ہوتے ہیں۔ جنکی تکریم خود اللہ نے ان کی زبان و قلب پر ثبت کرتے ہیں اور خود بھی ان کا دفاع اپنے کلام میں بطور ثبوت پیش کرتے ہیں تا کہ ہر ذی عقل نشانیوں کو سمجھے پھر مجھے جان سکے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

" وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ "۔(22)

"اور اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی نشانیاں دکھاتے ہیں۔

دوسری جگہ حضرت سلیمان علیہ اسلام سے متعلق یہ بیان ہے" قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ"(23)

"ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ"۔

قوت باصرہ وسامعہ کے علاوہ قوت شامہ سے متعلق بھی ایسی نشانیاں ملتی ہیں جن سے نبوت کے غیر معمولی خواص کا علم حاصل ہو تا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''انی لَاَجد ریح یوسف''۔ (24) مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ یعنی انبیاء اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے غیر معمولی باتوں کا علم حاصل کر لیتے تھے، منشائے ربانی بھی یہی ہے کہ انہیں ممتاز کر کے رعب اور فرمانبرداری حاصل کی جاسکے۔ قرآن پاک میں ان شخصیات کے قوت حافظہ کے غیر معمولی ہونے کی دلیل بھی ملتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انبیائے کرام کو جن خواص سے نوازتے ہیں اس کا ذمہ اپنے اوپر لے کر تسلی دیتے ہیں کہ

رب تعالیٰ فرماتا ہے:" سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ "۔(25) "ہم آپ کو خود ایسا پڑھائیں گے کہ آپ (کبھی) نہیں بھولیں گے"۔

اسی طرح سورۃ ص میں انبیاء کرام کے تقدس وعصمت کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

" وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۔ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۔وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ "۔(26)

"اور آپ یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے (قوت عمل میں کامل) اور آنکھوں والے (قوت علم میں کامل) تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا۔ وہ یاد آخرت ہے اور بے شک یہ لوگ ہمارے ہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں ہیں۔"

لہذا ثابت ہوا کہ انبیاء کرام عجز وانکساری کی خوبیوں کے ہمراہ اپنے تمام قوائے علمی و نظری اور عملی و جسمی میں سب سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اعمال ظاہری اور باطنی کے جامع ہوتے ہیں۔ "ہمارے علماء نے اس آیت سے عصمت انبیاء کو ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے علی الاطلاق خیر ہونے کا حکم فرمایا ہے اور یہ تمام افعال اور صفات میں خیر کے حصول کو عام ہے"۔(27) یعنی انبیاء کے اقوال وافعال، عبادات، عادات، معاملات ومقامات، اخلاق واحوال غرضیکہ جس چیز کا بھی ان سے تعلق ہے اللہ اپنی قدرت کاملہ سے نفس اور شیطان اور خطا ونسیان کی مداخلت سے محفوظ فرماتا ہے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ان پر متعین فرماتا ہے۔ تا کہ غبار بشیریت ان کے پاک دامن کو معمولی سا بھی داغدار نہ کر سکے۔ اور نفس بہیمیہ اپنے بعض پوشیدہ امور کو ان پر مسلط نہ کر سکے۔(28)

انبیاء کرام کا دفاعِ ربانی:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے دفاع میں نہ صرف ان انبیاء کے اذہان و قلب کو منور و شرح کیا بلکہ خود قرآن پاک میں بھی ان کا دفاع کر کے ثابت کیا کہ یہ نفوسِ قدسی خدائی منشا کی تکمیل اور اعلیٰ کردار و گفتار کی خوبی لے کر دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں مخالفین و مشرکین کے تمام پروپیگنڈے بے بنیاد ہیں جو اپنی موت خود مرنے کے لیے اہل علم و محققین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اُن کی کج فہمی کو عقلی اور قرآنی دلائل سے رد کرتے ہوئے انبیاء کرام کے تقدس کا دفاع کرنے کا موئثر فریضہ سر انجام دیا جائے۔ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ جتنے انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے انہوں نے اپنے دفاع میں خود کلام فرمایا مگر حضرت محمد ﷺ کے دفاع میں قرآن پاک نے بھی جواب دیے۔ مثلاً حضرت نوح پر گمراہی کا الزام، حضرت ھود پر جھوٹ کا الزام، حضرت موسیٰ پر فرعون کا جادو زدہ ہونے کا الزام، حضرت شعیب پر کمزور اور بے عزت شخص ہونے کا الزام، حضرت صالح کا پیغام بے بنیاد کہہ کر رد کرنا، حضرت لوط کو شہر بدر کرنے کا الزام، حضرت نوح کا تمسخر اڑانے والے کو قرآن کا حضرت نوح کے جواب کے طور پر جواب دیناوغیرہ۔ وہ قرآنی آیات ہیں جو ثبوت ہیں کہ اللہ نے ان انبیاء کے قلب وزبان کو اپنے دفاع میں کھول دیا اور خود بھی جواباًدفاع کیا۔ کفار نے حضرت محمد ﷺ پر دیوانہ ہونے کا الزام لگایا" **وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ** " ([29])۔ اے !وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے بے شک تم دیوانے ہو"۔ قرآن کا جواب:" **مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ** "([30])۔ تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے۔ دوسری جگہ اعتراض کیا کہ۔ '' **أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ** "([31])۔ اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟

قرآن نے جواب دیا:"**بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ** " ([32])۔ (نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا دین) لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں۔ جب کافروں نے مسلمانوں سے کہا تھا:" **إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا** " ([33])۔ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہو لیے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ قرآن پاک نے یہ کہہ کر دفاع کیا کہ:" **انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا** "([34])۔ خیال تو کیجیے کہ یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی باتیں بناتے ہیں؟ پس جس سے خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آسکتے۔ کفار نے یہ بھی الزام لگایا کہ" **وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ** " ([35])۔ اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے۔ جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی۔ قرآن نے جواب دیا:" **فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا** "([36])۔ دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سر تا سر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مزید آپ ﷺ کے رسالت کی تائید میں بعد از الزام قرآن نے جواب دیا:" **قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ** " ([37])۔ آپ جواب دیجیے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے۔ آپ ﷺ کی بشریت کے الزام پر قرآن نے جواب دیا کہ:'' **قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا** "([38])۔ آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے۔ گو فرشتے بھی انبیا کا موام نہیں پاسکے مزید یہ کہ:" **اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ** " ([39])۔ اس موقعہ کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے"۔ مذکورہ بالا آیات اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضرت محمد ﷺ کے دفاع میں اور دیگر انبیاء کرام کے دفاع میں آیت کا نزول اس چیز کا ثبوت ہے کہ اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے نزول میں بامقصد ہیں، معصوم و بے گناہ، جو نبی ہونے میں مخصوص شرائط بھی رکھتے ہیں اور نزول بھی حکمت پر مبنی ہے۔

انبیاء کے مبعوث ہونے کی حکمتیں:

انبیاء کے مبعوث ہونے کی حکمتوں کو مختصراًیوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) انسانوں کی عقل سے ماوراء مابعد الطبیعات جیسے اللہ کا وجود، اس کی وحدانیت اس کا علم اور قدرت وغیرہ کو مصلحتوں کی پردہ کشائی و راہ نمائی کے لیے انبیاء کا مبعوث ہونا لازم تھا۔

(۲) کلام الٰہی اور جزا و سزا انسانی عقل سے بعید کی باتیں ہیں لہٰذا کسی درست اور سچے راہ نما کی ہدایت کی ضرورت نبی کی آمد سے ہی پوری ہو سکتی تھی۔

(۳) شرعی مصلحت کی تکمیل و وضاحت کے لیے بھی جس راہ نما کی دنیا کو ضرورت تھی وہ اللہ ہی اپنے حکم سے پورا کر سکتا تھا جو اپنے پیغمبروں کے ذریعے پورا کیا گیا۔

(۴) حلال و حرام، نیک و بد میں تمیز و تفریق کے لیے بھی ایسے برگزیدہ شخص کی ضرورت ایک عقلی دلیل ہے لہذا اس مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ نے نبی مبعوث کیے۔

(۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خدائی فریضے کی تکمیل و تشریح کے لیے جو عملی نمونہ چاہیئے تھا وہ انبیاء ہی پورا کر سکتے تھے۔

(۶) حقوق و فرائض کا تعین، ظاہر و باطن کی پاکیزگی اور انسانی راہ نمائی کا فریضہ اللہ نے انبیاء کو بھیج کر پورا کر دیا تا کہ کوئی بھی خود کو یہ کہہ کر بے قصور ثابت نہ کرے کہ وہ لاعلم تھا۔

شریعت کی روح کے مطابق انبیاء کے لیے مندرجہ ذیل خصوصیات اور شرائط ہوں گی:

(۱) نبی کا مذکر ہونا شرط ہے کیونکہ مؤنث ہونا نقص ہے۔

(۲) عقل اور خلقت کے اعتبار سے نبی اپنے زمانہ میں سب سے کامل ہو، لیکن یہ کمال بعثت کے وقت ضروری ہے کیونکہ بعثت سے پہلے ازروئے قرآن موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی انہوں نے بعثت کے وقت لکنت کے ازالہ کے لیے دُعا کی تھی۔

(۳) ذہانت اور رائے کی اصابت اور قوت کے اعتبار سے وہ سب سے کامل ہو۔

(۴) نبی کے آباء میں کوئی ایسا وصف نہ ہو جس کی وجہ سے انہیں حقیر جانا جاتا ہو اور اُسکی ماں کی عصمت و پارسائی پر تہمت نہ ہو۔

(۵) نبی کا دل سخت نہ ہو۔

(۶) نبی میں کوئی ایسا جسمانی عیب نہ ہو یا بیماری نہ ہو جس سے لوگ متنفر ہوتے ہوں جیسے برص اور جذام۔

(۷) وہ وقار کے خلاف اور معیوب کام نہ کرتا ہو۔

(۸) کوئی معیوب پیشہ نہ کرتے ہوں۔

(۹) نبوت سے پہلے اور بعد نبی کفر سے بالاجماع معصوم ہو۔

(۱۰) نبی کے صدق کو ظاہر کرنے کے لیے معجزہ کا اظہار بھی شرط ہے۔(40)

امام غزالی رقم طراز ہیں کہ "نبی کی اہم خاصیت یہ ہے کہ جس طرح غیر نبی کو افعالِ اختیاریہ پر قدرت ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی کو افعالِ خارقہ للعادات (یعنی معجزات) پر قدرت ہوتی ہے نیز اُسے ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ مستقبل میں ہونے والے امورِ غیبیہ کا ادراک کر لیتا ہے اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے جس طرح انسان میں ذہانت کی صفت ہوتی ہے اور اس صفت سے وہ بے وقوف شخص سے ممتاز ہوتا ہے۔"(41)

ایک کتاب جو عصمتِ انبیاء پر لکھی گئی ہے یہ تصریح کرتی ہے کہ "ملکہِ عصمت تھوڑا بہت انسانوں میں ہوتا ہے لیکن انبیاء میں یہ ملکہ بدرجہ کمال و اتم ہوتا ہے کیونکہ اس کا مدار گناہ کے ضرر اور نیکی کی خوبی جاننے پر ہے اور انبیاء علیہم السلام اس امر ہیں۔تعلیم الٰہی سب سے بڑھ کر اور سب کے معلم ہوتے ہیں اور ان کی بعثت اسی لیے ہوتی ہے کہ لوگوں کو ان امور پر واقف کریں۔ انبیاء اور غیر انبیاء میں یہ جو ملکہ عصمت کے درجات کا تفاوت ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ غیر نبی سے گناہ ہو جاتا ہے یا ہو جانا ممکن ہوتا ہے لیکن نبی سے گناہ نہیں ہوتا۔ اگر نبی سے بھی صدورِ گناہ تسلیم کر لیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں کیا فرق رہا"(42) لہٰذا ہر ذی عقل سے یہ حیات تقاضا کرتی ہے کہ زندگی کی حقیقت کو سمجھے اس کو بامقصد گزارا جائے۔ ہدایت یافتہ سے ہدایت لے جو معصوم الخطاہیں ان سے راہ نمائی لے اور اپنی بے بسی کو پہچانے، ہدایتِ خداوندی پر عمل کرے، اس کے پیامبروں کا احترام کرے، اپنی آخرت پر یقین رکھے اس دن کے حساب کی فکر کرے، اپنے اعمال کی درستگی کرے۔ خدائی پیغمبروں کے پیغام کی تبلیغ کرے تا کہ وہ نظام حاصل کیا جاسکے جس کے لیے اللہ کے انبیاء کو مبعوث کیا گیا تھا۔

خلاصۃ البحث:

اللہ تبارک وتعالیٰ نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے جن مقدس ہستیوں کو دنیا میں نبوت کے منصب فائز کرتی ہے وہ بے مقصد نہیں ،اس بات کا ثبوت ہم نے تاریخ سے اور عقلِ انسانی کے اعلیٰ درجوں کی محنت کے بعد بھی درست پایا۔یہ کہ آپ صرف ڈاکیا کی طرح ڈیوٹی پر نہیں بلکہ خدائی حکمتوں کی تشریح فلاحِ انسانی کے لیے کرنے والے ہیں۔اب ایسی معتبر ہستیاں جن کی پیدائش کی حکمت سے لے کر جوانی،بڑھاپا،سیرت وکردار،اقوال وافعال سب رضائے الٰہی ومنشائے الٰہی کے سائے میں نشوونما پائیں اور جو انسان کی دنیوی وآخروی فلاح کے لیے رات بھر سجدوں میں آنسو بہائیں اور گڑگڑا کر مغفرت کی التجا کریں توان کی تقدیس ہم سب مسلمانوں اور تمام انسانوں پر لازم ہے۔نیز یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ تہ دل سے مغربی لابی کا عقلی دلائل سے اس طرح جواب دیں کہ ان ہستیوں کی عزت پر کوئی زبان نہ کھول سکے تاکہ باقی رہتی اس دنیامیں امن کا قیام ممکن بنایا جاسکے،کیونکہ ان ہستیوں کا دفاع نہ صرف ان ہستیوں کی زبان پر اللہ نے جاری کیا بلکہ خود بھی اپنے کلام میں بطور خاص اہتمام فرمایالہذا اس سنتِ پیغمبری اور سنتِ الٰہی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لیے مسلمانوں کو بطور خاص ہمہ وقت عملی،ذہنی،مالی اور قلبی لحاظ سے تیار رہنا چاہیے تاکہ اُمتِ محمدی کا رکن ہونے کے ناطے ناموسِ انبیا کے تحفظ ودفاع کے ضمن میں اپنے حصے کی شمع جلا کر نئی نسل میں آگہی کی ایک شمع جلائی جا سکے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں قلب وخرد کو ہدایت یافتہ راہنمائی عطا فرمائیں!

حوالہ جات وحواشی

1. البعلبکی روحی،المورد الوسیط، قاموس(عربی،انگریزی)دار العلم للملایین،بیروت،لبنان،۲۰۰۷،ط:۱۱،مادہ:تقدیس۔

[2]۔ریاض کریم، محمد سعید، القاموس (عربی، انگلیزی)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء، ط:۲، مادہ: قدس۔

[3]۔ اَطلس گلوبل سنٹر فار ریسرچ، قاموس اَطلس (انجلیزی، عربی)، عمان، جوردان، ۲۰۰۵ء، مادہ: مقدس۔

[4]۔ابراہیم مصطفی، احمد حسن الزیات، المعجم الوسیط، المکتبہ الاسلامیہ، ترکیہ، استنبول، ج:۱، مادہ: قَدَّسَ۔

[5]۔ سلیم الدین، سہیل انجم، آکسفورڈ (اردو، انگریزی) لغت، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، پاکستان، ۲۰۱۳، مادہ: تقدس مآب۔

[6]۔ایضاً۔

[7]۔آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز ڈکشنری، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، ۲۰۱۵، defense :origin

[8]۔ منشی محبوب عالم، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

[9]۔ایضاً۔

[10]۔ندوی، سید سلیمان، خطبات سیرت، مکتبہ عالیہ، لاھور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۱۔

[11]۔القرآن، الاحزاب 33 :40۔

[12]۔القرآن، الانبیاء ۲۱: ۱۰۷۔

[13]۔ایضاً، طہٰ 20: 115۔

[14]۔ اشفاق احمد، پروفیسر، قرآنک انسائیکلوپیڈیا، ج ۱۳، ثاقب پرنٹرز، ملتان، ۲۰۱۶، ص ۶۱۰۲۔

[15]۔بخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، دارلسلام، للنشر والتوزیع، الریاض، 1419ھ، ح3416۔

[16]۔ آلوسی، سید محمود، روح المعانی، ج ۲۳، دار الفکر، احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ص ۱۰۲۔

[17]اشفاق احمد، پروفیسر، قرآنک انسائیکلوپیڈیا، ج ۱۳، ص ۶۱۰۶۔

[18]۔ ایضاً، ص ۶۱۰۷۔

[19]۔ندوی محمد حنیف، چہرہ نبوت قرآن کے آئینے میں، علم وعرفان پبلشرز، لاہور، 1999ء، ص 128۔

[20]۔غزالی، امام ابو حامد محمد، احیاء العلوم الدین، مترجم احسن نانوتوی، ج ۳، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۸۔

[21]۔ سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ج ۲، دارلسلام، الریاض، السعودیہ، ط:1، 1999ء، ص ۲۲۸۔

[22]۔القرآن، الانعام ۶: ۷۵۔

[23]۔ایضاً، النمل 27: 18۔

[24]۔ایضاً، یوسف ۱۲: ۹۴۔

[25]۔ایضاً، الاعلیٰ ۸۷: ۶۔

[26]۔ایضاً، ص: ۴۵۔۴۶۔

[27]۔الرازی، فخر الدین، تفسیر کبیر، ج ۷، دار لفکر، بیروت، لبنان، ص ۲۰۲۔

[28]۔ شہید، محمد اسماعیل، منصب امامت، مترجم حکیم محمد حسین علوی، مکتبہ حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور، 2008ء ص ۸۔

[29]۔القرآن، الحجر ۱۵: ۷۔۶۔

[30]۔ایضاً، القلم ۶۸: ۲۔

[31]ا۔یضاً، الصافات ۳۶: ۳۷۔

[32]۔ایضاً، الصافات ۳۷: ۳۷۔

[33]۔ایضاً، الفرقان ۲۵: ۸۔

[34]۔ایضاً، الفرقان ۲۵: ۹۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

[35]۔ ایضاً، الفرقان ۲۵: 6۔

[36]۔ ایضاً۔

[37]۔ ایضاً، الرعد ۱۳: ۴۳۔

[38]۔ ایضاً، بنی اسرائیل ۱۷، 95۔

[39]۔ ایضاً، الانعام ۶: ۱۲۴۔

[40]۔ علامہ غلام رسول، سعیدی، تبیان القرآن، ج ا، فرید پبلیشرز، لاہور، ص ۵۸۹۔

[41]۔ الغزالی، احیاء العلوم، ص ۱۸۹۔

[42]۔ سیالکوٹی، محمد ابراہیم، عصمتِ نبوت، مکتبہ ثنائیہ، سرگودھا، ص 15